ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 5 No. 02 Apr-Jun 2026.Page#.3407-3413
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.20337636

Administrative Institutions in the Umayyad Period and the Role of Non-Muslims

عہدِ بنو امیہ اور انتظامی ارتقاء(غیر مسلموں کا عمل دخل)

Nouman Khalid
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, KFUEIT, R.Y.Khan
Email: nouman769.nk@gmail.com
Dr. Majid Rashid (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, KFUEIT, R.Y.Khan
Email: majid.rashid@kfueit.edu.pk
Dr. Muhammad Muslim
Assistant Professor, Govt. Khawaja Fareed Graduate College Rahim Yar Khan
Email: muslimryk@gmail.com

Abstract
This article examines the administrative evolution of the Umayyad period and the role of non-Muslims in the state administration of the Umayyad Caliphate. With the establishment of the Umayyad rule, the Islamic state expanded into a vast empire comprising diverse ethnic, cultural, and religious communities. Due to the rapid territorial expansion and the increasing complexity of governance, the Umayyad administration relied significantly on the expertise of local non-Muslim officials, particularly those familiar with Byzantine and Sasanian bureaucratic traditions. The study analyzes the development of major administrative institutions such as Diwan al-Kharaj, Diwan al-Rasa'il, and other state departments, highlighting the contribution of non-Muslim officials in financial administration, taxation, record keeping, and official correspondence. The article argues that the inclusion of non-Muslims in administrative affairs was not primarily based on ideals of religious equality, but rather on political pragmatism, administrative necessity, and considerations of public interest. The study further discusses the policy of Ta'rib al-Dawawin (Arabization of the administrative system), the religious and social reactions to the appointment of non-Muslim officials, and the juristic perspectives regarding their participation in state affairs. Moreover, it demonstrates how the Umayyad administrative structure influenced the later Abbasid bureaucracy. The article ultimately presents the Umayyad administrative experience as an important phase in the evolution of Islamic governance and statecraft.

Keywords: *Umayyad Caliphate, Administrative Evolution, Non-Muslim Officials, Diwan System, Ta'rib al-Dawawin, Islamic Administration, Political Pragmatism, Islamic Statecraft.*

تمہید

خلافت راشدہ کےبعد اموی دور حکومت میں اسلامی ریاست نے خوب ترقی کی ۔ اس دور میں خلافت نے ایک وسیع سلطنت کی شکل اختیار کر لی ۔ریاست کے اس پھیلاؤ کی وجہ سے غیر مسلم آبادی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا اور بہت سی ثقافتیں اور مذاہب اسلامی ریاست میں داخل ہوئے ۔[1]اس کے نتیجے میں غیر مسلموں کےساتھ تعامل کی شدید ضرورت محسوس ہوئی ۔نئے مفتوحہ علاقوں میں مسلمانوں کی بجائے غیر مسلموں کی تعداد زیادہ تھی اوران ہی علاقوں کے ہونے کی وجہ سے وہ وہاں کےانتظامات کو زیادہ اچھے سے

[1]الطبري، محمد بن جرير، *تاريخ الأمم والملوك*، تحقيق محمد أبو الفضل إبراهيم، بيروت: دار التراث، 1387ھ/1967ء، ج 5، ص 208

سمجھتے تھے اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کی کہ انتظامی امور میں ان غیرمسلموں سے خدامات حاصل کی جائیں۔اموی حکومت کے قیام کے بعد دارالحکومت کو دمشق منتقل کر دیا گیا[2]۔ شام کئی صدیوں سے بازنطینیوں کے قبضے میں رہا جہاں ایک منظم بیوروکریسی، تحریری ریکارڈ، مالیاتی نظام اور صوبائی نظم پہلے ہی موجود تھا۔مسلم حکمرانوں نے ان سب چیزوں کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ اسےاپنے ریاستی امور میں شامل کیا ۔خلافتِ راشدہ کے دور میں دیوان، بیت المال اور صوبائی نظم موجود تھے، مگر ان کی ساخت نسبتاً سادہ اور محدود تھی۔ بنو اُمیہ نے ان سب کو باقاعدہ مستقل اداروں کی شکل دی اور پہلے کی نسبت زیادہ منظم کیا ۔نظم و نسق کو چلانے کے لیے باقاعدہ محکمے (دیوان) قائم کیے گئے[3]۔جن میں درج ذیل قابل ذکر ادارے یہ ہیں

- دیوان الخراج: یہ ادارہ زمین اور محصولات کے انتظامات کے لیے بنایا گیا۔
- دیوان الرسائل : اس ادارے کے ذمہ سرکاری خط وکتابت کا انتظام لگایا گیا۔
- دیوان الخاتم :سرکاری دستاویز کی حفاظت کے لئے قائم کیا گیا۔
- دیوان الجند:فوجی امور اور انتظام و انصرام کے لیے قائم کیا گیا۔

ان دیوانوں کی تشکیل اس بات کا ثبوت ہے کہ اموی ریاست اب ایک ایسی سلطنت بن چکی تھی جسے چلانے کے لیے مستقل انتظامی مہارت ناگزیر تھی۔یہی وہ مرحلہ تھا کہ جہاں غیر مسلموں کی ریاستی اداروں میں شمولیت کو ضروری اور ناگزیر سمجھا گیا۔[4]
یہاں یہ نکتہ نہایت اہم ہے کہ اموی دور میں غیر مسلموں کی انتظامی امور میں شمولیت مساوات یا مذہبی ہم آہنگی کی وجہ سےنہیں تھی بلکہ اس کی بنیاد ”مصلحتِ عامہ“ اور ”ضرورتِ ریاست“ پر تھی۔ اسلامی فقہ میں بھی ایسے معاون مناصب، جن میں براہِ راست اقتدار یا ولایت شامل نہ ہو، غیر مسلموں کے سپرد کیے جانے کی گنجائش موجود رہی ہے، بشرطیکہ اس سے مسلمانوں کے دینی و سیاسی مفادات کو نقصان نہ پہنچے۔[5] اموی سیاسی نظم اسی فقہی گنجائش کی ایک عملی تعبیر تھا۔

غیر مسلموں کی انتظامی شمولیت کے سیاسی اسباب

اموی خلفاء کی غیر مسلم اہلکاروں پر جزوی انحصار کی ایک اہم وجہ سیاسی استحکام بھی تھا۔ چونکہ مفتوحہ علاقوں میں مقامی آبادی کی اکثریت غیر مسلم تھی، اس لیے اگر تمام پرانے اہلکاروں کو فوری طور پر معزول کر دیا جاتا تو ریاستی نظام میں شدید اضطراب پیدا ہوسکتا تھا۔ چنانچہ اموی حکومت نے تدریجی تبدیلی (Gradual Transition)کی پالیسی اختیار کی، جس کے تحت پرانے بازنطینی اور ساسانی اہلکاروں کو مکمل طور پر ہٹانے کے بجائے ان سے کام لیا گیا۔[6]

مالیاتی نظام میں غیر مسلموں کی خدمات

---

[2] البلاذری، أحمد بن يحيى، *فتوح البلدان*، تحقيق عبد الله أنيس الطباع وعمر أنيس الطباع، بيروت: مؤسسة المعارف، 1407ھ/1987ء، ص 129
[3] الماوردی، أبو الحسن علي بن محمد، *الأحكام السلطانية والولايات الدينية*، تحقيق أحمد مبارك البغدادي، الكويت: مكتبة دار ابن قتيبة، 1409ھ/1989ء، ص 179
[4] البلاذري، *فتوح البلدان*، ص 240
[5] ابن تيمية، تقي الدين أحمد، *السياسة الشرعية في إصلاح الراعي والرعية*، تحقيق علي بن محمد العمران، مكة: مكتبة نزار مصطفى الباز، 1417ھ/1996ء، ص 25-28
[6] Wellhausen, Julius. *The Arab Kingdom and Its Fall*. Translated by Margaret Graham Weir. Calcutta: University of Calcutta, 1927. Reprint, London: Routledge, 2000. p. 122.

اموی دور میں سب سے اہم محکمہ ’’دیوان الخراج‘‘ تھا، جو زمینوں، ٹیکسوں اور سرکاری محصولات کی نگرانی کرتا تھا۔ چونکہ عراق، شام اور مصر کے مالیاتی نظام پہلے ہی ترقی یافتہ تھے، اس لیے مقامی غیر مسلم اہلکاروں کی خدمات ناگزیر سمجھی گئیں[7]۔
مصر میں قبطی عیسائی صدیوں سے مالیاتی حسابات اور زراعتی ٹیکس کے معاملات چلاتے آرہے تھے۔ اموی حکام نے ان کی مہارت سے فائدہ اٹھایا اور انہیں دیوان الخراج میں شامل رکھا۔[8]عراق میں فارسی النسل غیر مسلم اہلکار ساسانی طرزِ محاصل سے واقف تھے، اسی وجہ سے ان کی خدمات کو برقرار رکھا گیا تاکہ ریاستی آمدن میں خلل پیدا نہ ہو۔[9] یہ غیر مسلم اہلکار صرف نچلے درجے کے کارکن نہیں تھے بلکہ بعض اوقات پورے مالیاتی محکمے کی نگرانی بھی کرتے تھے۔[10]

دیوان الرسائل اور غیر مسلم کاتب

اموی دور میں دیوان الرسائل ریاستی خط و کتابت کا مرکزی ادارہ تھا۔ اس محکمہ میں ایسے افراد کی ضرورت تھی جو یونانی، قبطی، فارسی اور عربی زبانوں پر عبور رکھتے ہوں۔ ابتدائی اموی دور میں شام کے سرکاری دفاتر میں یونانی زبان استعمال ہوتی تھی، اس لیے عیسائی کاتبوں کی بڑی تعداد سرکاری خدمات میں شامل رہی۔[11] عبدالملک بن مروان سے پہلے شام کے دیوان مکمل طور پر یونانی زبان میں چلتے تھے۔[12] یہی صورتحال عراق اور ایران میں بھی موجود تھی جہاں فارسی زبان سرکاری امور میں استعمال ہوتی تھی اور فارسی الاصل اہلکار دیوانی خدمات انجام دیتے تھے۔[13]

مشہور غیر مسلم اہلکاروں کی مثالیں

اموی دور میں متعدد غیر مسلم شخصیات اہم ریاستی عہدوں پر فائز رہیں۔ ان میں سب سے نمایاں نام سرجون بن منصور کا ہے، جو حضرت معاویہؓ کے دور سے لے کر عبدالملک بن مروان کے ابتدائی زمانے تک مالیاتی امور سے وابستہ رہا۔[14]سرجون بن منصور کو بازنطینی مالیاتی نظام پر مکمل عبور حاصل تھا، اسی لیے اموی حکومت نے اس کی خدمات سے طویل عرصہ فائدہ اٹھایا۔[15] اسی طرح مصر میں قبطی عیسائی اہلکار محصولات اور زرعی ریکارڈ کی نگرانی کرتے تھے۔ ان اہلکاروں کو مقامی زمینوں، آبپاشی اور خراجی نظام کا گہرا علم تھا۔[16] عراق میں فارسی الاصل منتظمین ساسانی بیوروکریسی کے تجربے کی بنیاد پر اموی ریاستی نظم کا حصہ بنے رہے۔[17]

تعریبِ دیوان اور انتظامی اصلاحات

---

[7] حسن إبراهيم حسن، *تاريخ الإسلام السياسي*، ج 1، ص 364

[8] البلاذري، *فتوح البلدان*، ص 216

[9] Julius Wellhausen, *The Arab Kingdom and Its Fall*, p. 125.

[10] Mez, Adam. *The Renaissance of Islam*. Translated by Salahuddin Khuda Bakhsh and D. S. Margoliouth. London: Luzac & Co., 1937. p. 74.

[11] الطبري، *تاريخ الأمم والملوك*، ج 6، ص 239۔

[12] البلاذري، *فتوح البلدان*، ص 300۔

[13] Hitti, Philip K. *History of the Arabs: From the Earliest Times to the Present*. 10th ed. London: Macmillan, 1970. p. 219.

[14] الجهشياري، *الوزراء والكتاب*، ص 32۔

[15] Philip Hitti, *History of the Arabs*, p. 241.

[16] البلاذري، *فتوح البلدان*، ص 216۔

[17] Adam Mez, *The Renaissance of Islam*, p. 74.

خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اموی ریاست کو مضبوط اور متحد بنانے کے لیے اہم انتظامی اصلاحات نافذ کیں۔ ان اصلاحات میں سب سے اہم ''تعریب الدواوین'' تھی۔ تعریب الدواوین سے مراد سرکاری دفاتر اور ریکارڈ کو عربی زبان میں منتقل کرنا تھا۔[18]
عبدالملک نے سب سے پہلے شام کے دیوان کو یونانی سے عربی میں منتقل کیا، جس کے بعد عراق اور دیگر علاقوں میں بھی یہی پالیسی اختیار کی گئی۔ اس اصلاح کے نتیجے میں عرب مسلم کاتبوں کی ایک نئی جماعت سامنے آئی اور رفتہ رفتہ غیر مسلم اہلکاروں پر انحصار کم ہوتا گیا۔[19] تاہم اس کے باوجود غیر مسلم اہلکار مکمل طور پر انتظامیہ سے خارج نہیں ہوئے بلکہ ان کی خدمات مختلف سطحوں پر جاری رہیں۔[20]

غیر مسلموں کی شمولیت پر مذہبی ردعمل

اموی دور میں غیر مسلم اہلکاروں کی کثرت پر بعض مسلم حلقوں نے اعتراض بھی کیا۔ بعض علماء اور زاہدین کے نزدیک ریاستی رازوں اور مالیاتی معاملات میں غیر مسلموں کو شامل کرنا مناسب نہیں تھا۔ بعض روایات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے غیر مسلم اہلکاروں کے اثر و رسوخ کو محدود کرنے کی کوشش کی اور بعض سرکاری مناصب مسلمانوں کے لیے مخصوص کیے۔[21] عمر بن عبدالعزیزؒ کی اصلاحات کا مقصد انتظامیہ کو زیادہ اسلامی طرز پر استوار کرنا تھا، تاہم انہوں نے بھی مکمل طور پر غیر مسلم ماہرین سے لاتعلقی اختیار نہیں کی۔[22] یہ اختلاف دراصل اسلامی سیاسی فکر میں "دینی شناخت" اور "ریاستی مصلحت" کے درمیان توازن کی ایک تاریخی مثال تھا۔

فقہی نقطۂ نظر

فقہاءِ اسلام نے انتظامی امور میں غیر مسلموں سے معاونت لینے کے مسئلے پر تفصیلی بحث کی ہے۔ امام ماوردی کے مطابق ایسے انتظامی امور جن میں ''ولایتِ عامہ'' شامل نہ ہو، ان میں غیر مسلم ماہرین سے خدمات لی جا سکتی ہیں۔[23] ابن تیمیہ نے بھی مصلحتِ عامہ کی بنیاد پر بعض انتظامی شعبوں میں غیر مسلموں سے استفادہ کی گنجائش بیان کی ہے۔[24] اموی دور کا عملی نظام انہی فقہی اصولوں کی تاریخی مثال پیش کرتا ہے، جہاں ریاستی استحکام اور انتظامی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر مسلم ماہرین کو شامل کیا گیا۔

اموی نظام کے عباسی دور پر اثرات

اموی دور میں قائم ہونے والے دیوانی اور مالیاتی ادارے بعد کے عباسی دور کی بنیاد بنے۔ عباسیوں نے اگرچہ سیاسی اعتبار سے امویوں کی مخالفت کی، لیکن انتظامی لحاظ سے انہی کے قائم کردہ نظام کو مزید ترقی دی۔ دیوان الخراج، دیوان الرسائل اور سرکاری ریکارڈ کے جو اصول اموی دور میں منظم ہوئے تھے، وہ عباسی عہد میں مزید وسعت اختیار کر گئے۔ اسی طرح غیر مسلم کاتبوں اور مترجمین سے استفادہ کرنے کی روایت

---

[18] ابن خلدون، عبد الرحمن .*مقدمة ابن خلدون* .تحقيق علي عبد الواحد وافي. القاهرة: دار النهضة المصرية، 1377ھ/1957ء. ص 196
[19] Julius Wellhausen, *The Arab Kingdom and Its Fall*, p. 127.
[20] Adam Mez, *The Renaissance of Islam*, p. 75.
[21] الطبري، *تاريخ الأمم والملوك*، ج 6، ص 572۔
[22] ابن كثير، *البداية والنهاية*، ج 9، ص 199۔
[23] الماوردي، *الأحكام السلطانية*، ص 31۔
[24] ابن تيمية، *السياسة الشرعية*، ص 27۔

بھی عباسی دور میں جاری رہی، بلکہ علمی و ترجمہ جاتی تحریک میں اس کا دائرہ مزید وسیع ہوگیا۔[25]

تنقیدی جائزہ

بعض مسلم مؤرخین نے غیر مسلم اہلکاروں کی کثرت کو اموی سیاسی کمزوری قرار دیا ہے، خصوصاً اس وجہ سے کہ بعض اوقات اہم ریاستی راز غیر مسلم کاتبوں تک پہنچ جاتے تھے۔ دوسری طرف کئی مؤرخین کے نزدیک یہ پالیسی اموی حکومت کی سیاسی بصیرت اور عملی ذہانت کی علامت تھی کیونکہ ایک وسیع سلطنت کو چلانے کے لیے تجربہ کار انتظامیہ ناگزیر تھی۔ اسی لیے عبدالملک بن مروان نے ایک متوازن پالیسی اپنائی، جس میں غیر مسلم مہارت سے استفادہ بھی کیا گیا اور ساتھ ساتھ عربی و اسلامی شناخت کو بھی مضبوط بنایا گیا۔[26]

غیر مسلم اہلکاروں کی شمولیت: ایک تجزیاتی مطالعہ

اموی دور میں غیر مسلم اہلکاروں کی شمولیت کو محض انتظامی ضرورت کے تناظر میں دیکھنا کافی نہیں، بلکہ یہ اسلامی سیاسی فکر کی عملی لچک (Pragmatism) کی بھی علامت تھی۔ اموی خلافت نے ایک ایسی وسیع سلطنت سنبھالی جس میں مختلف تہذیبیں، زبانیں اور انتظامی روایات موجود تھیں۔ ایسی صورت میں مکمل عربی اور خالص مسلم بیوروکریسی فوری طور پر قائم کرنا ممکن نہ تھا۔[27]

یہ پالیسی دراصل ایک عبوری انتظامی مرحلہ تھا، جس کے ذریعے اموی حکومت نے سابقہ بازنطینی اور ساسانی اداروں کو اسلامی ریاستی نظم میں ضم کیا۔عبدالملک بن مروان کی اصلاحات اس بات کی علامت تھیں کہ اموی حکومت وقتی ضرورت اور طویل المدتی اسلامی شناخت، دونوں کے درمیان توازن پیدا کرنا چاہتی تھی۔[28]

نتیجہ

عہدِ بنو امیہ میں غیر مسلموں کی انتظامی شمولیت اسلامی ریاست کے ارتقائی عمل کا ایک اہم باب ہے۔ یہ شمولیت مذہبی رواداری کے محض نظری تصور سے زیادہ ریاستی ضرورت، سیاسی حکمت اور انتظامی مصلحت پر مبنی تھی۔ اموی خلفاء نے مقامی غیر مسلم ماہرین کی مہارت سے فائدہ اٹھا کر ریاستی نظم کو مستحکم کیا، جبکہ بعد ازاں عربی اصلاحات کے ذریعے ایک مستقل اسلامی انتظامی شناخت بھی قائم کی۔[29]اس کے ساتھ ساتھ :

- اموی ریاست نے غیر مسلم اہلکاروں سے انتظامی ضرورت کے تحت استفادہ کیا۔
- بازنطینی اور ساسانی نظام اموی بیوروکریسی کی بنیاد بنے۔
- تعریب الدواوین نے عربی و اسلامی شناخت کو مضبوط کیا۔
- غیر مسلم اہلکار مکمل طور پر خارج نہیں کیے گئے۔
- اموی انتظامیہ نے عباسی نظام پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

سفارشات و تجاویز (Recommendations)

---

[25] Philip Hitti, *History of the Arabs*, p. 310.

[26] ابن خلدون، *المقدمة*، ص 198۔

[27] Hugh Kennedy, The Prophet and the Age of the Caliphates, p. 107

[28] ابن خلدون، المقدمة، ص 198

[29] الطبري، *تاريخ الأمم والملوك*، ج 6، ص 440۔

1. اموی دور میں غیر مسلم اہلکاروں کے کردار کو مزید تفصیل سے سمجھنے کے لیے الگ الگ خطوں (شام، عراق، مصر، ایران) میں ان کے اثرات پر تحقیقی منصوبے شروع کیے جائیں۔ خاص طور پر سرجون بن منصور جیسی شخصیات کے طرز عمل اور فیصلہ سازی پر انفرادی مطالعہ کیا جائے۔
2. عبدالملک بن مروان کی عربی اصلاحات کے بعد بھی غیر مسلم اہلکار کس طرح زیریں سطح پر کام کرتے رہے، اس پر مزید تحقیق کی جائے۔ اس سے عبوری انتظامی ادوار کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔
3. امویوں کے بعد عباسیوں نے اس پالیسی کو کس طرح جاری رکھا یا تبدیل کیا، اس پر تقابلی تحقیق کی جائے۔ خاص طور پر علمی ترجمے کی تحریک میں غیر مسلم مترجمین کے کردار کو اجاگر کیا جائے۔
4. فقہاء (امام ماوردی، ابن تیمیہ) کے اصولوں کی روشنی میں جدید ریاستی اداروں (جیسے بینک، ٹیکس محکمے، دفتر خارجہ) میں غیر مسلموں کی شمولیت کی حدود و قیود متعین کی جائیں۔ ایک مربوط قانونی فریم ورک تیار کیا جائے۔
5. اموی دور کے سرکاری خط و کتابت، مالی ریکارڈ اور معاہدات کے جو نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں، انہیں جمع کر کے شائع کیا جائے۔ اس سے تاریخی حقائق مزید واضح ہوں گے۔
6. "اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کا انتظامی کردار" کے موضوع پر بین الاقوامی سطح پر کانفرنسز منعقد کی جائیں۔ اس سے مغربی مستشرقین کے یک طرفہ نقطہ نظر کا علمی جواب دیا جا سکے گا۔
7. عالمی اور اسلامی تاریخ کی نصابی کتب میں اموی دور کے انتظامی نظام اور غیر مسلموں کے مثبت کردار کو بطور کیس اسٹڈی شامل کیا جائے۔ طلبہ کو یہ سکھایا جائے کہ اسلامی ریاست نے عملی مصلحت کے تحت کس طرح ہم آہنگی پیدا کی۔
8. موجودہ دور میں جہاں متعدد مسلم ممالک میں غیر مسلم اقلیتیں موجود ہیں، وہاں اموی تجربے کی روشنی میں ایک "قومی چارٹر" تیار کیا جائے جس میں انتظامی عہدوں پر غیر مسلموں کی تقرری کے اصول طے ہوں۔

مصادر ومراجع

ابن تيمية، تقي الدين أحمد. *السياسة الشرعية في إصلاح الراعي والرعية*. تحقيق علي بن محمد العمران. مكة: مكتبة نزار مصطفى الباز، 1417ھ/1996ء

ابن خلدون، عبد الرحمن. *مقدمة ابن خلدون*. تحقيق علي عبد الواحد وافي. القاهرة: دار النهضة المصرية، 1377ھ/1957ء

ابن كثير، إسماعيل بن عمر. *البداية والنهاية*. تحقيق علي شيري. بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1408ھ/1988ء

البلاذری، أحمد بن يحيى. *فتوح البلدان*. تحقيق عبد الله أنيس الطباع وعمر أنيس الطباع. بيروت: مؤسسة المعارف، 1407ھ/1987ء

الجهشياري، أبو عبد الله محمد بن عبدوس. *الوزراء والكتاب*. تحقيق مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ شلبي. القاهرة: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، 1357ھ/1938ء

الطبري، محمد بن جرير. *تاريخ الأمم والملوك*. تحقيق محمد أبو الفضل إبراهيم. بيروت: دار التراث، 1387ھ/1967ء
الماوردی، أبو الحسن علي بن محمد. *الأحكام السلطانية والولايات الدينية*. تحقيق أحمد مبارك البغدادي. الكويت: مكتبة دار ابن قتيبة، 1409ھ/1989ء
حسن إبراهيم حسن. *تاريخ الإسلام السياسي*. القاهرة: مكتبة النهضة المصرية، 1383ھ/1964ء
Hitti, Philip K. *History of the Arabs: From the Earliest Times to the Present*. 10th ed. London: Macmillan, 1970
Kennedy, Hugh. *The Prophet and the Age of the Caliphates: The Islamic Near East from the 6th to the 11th Century*. London: Longman, 1986
Mez, Adam. *The Renaissance of Islam*. Translated by Salahuddin Khuda Bakhsh and D. S. Margoliouth. London: Luzac & Co., 1937
Wellhausen, Julius. *The Arab Kingdom and Its Fall*. Translated by Margaret Graham Weir. Calcutta: University of Calcutta, 1927. Reprint, London: Routledge, 2000